# رسائل ومسائل

## مشکوک آمدنی پر قطع تعلقی؟

**سوال:** مرکز قومی بچت میں رقم لگانا کیسا ہے؟ طریق کار یہ ہے کہ لوگ اپنے پیسے جمع کراتے ہیں اور ایک لاکھ پر ۱۰۰۰/۱۱۰۰ روپے ماہانہ کے حساب سے منافع وصول کرتے ہیں اور رقم بھی محفوظ رہتی ہے۔

میرے کئی جاننے والے ہیں جنھوں نے اپنی رقم قومی بچت کے مرکز میں رکھی ہے۔ اکثر آسودہ حال ہیں۔ ذاتی مکان ہے، ۵۰ ہزار روپے ماہانہ پنشن بھی ملتی ہے۔ مکان کا ایک حصّہ کرایے پر بھی دیا ہوا ہے، خرچ برائے نام ہے۔ میں نے اپنے طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ کسی ایسے شخص کے گھر سے جس کی رقم مرکز قومی بچت میں لگی ہو اور مجھے پتا چل جائے تو میں اس کے گھر سے پانی پینا بھی اپنے لیے ناجائز سمجھتا ہوں، البتہ گھر والوں کو اس بارے میں منع نہیں کیا ہے اور کہا ہے کہ جو مہمان آئے اس کی مناسب خاطر تواضع کی جائے، البتہ وہ میرے گھر میں کوئی چیز نہ لائے۔

کیا میرا یہ فیصلہ درست ہے؟ دین اسلام کی روشنی میں ایسا کرنا کیسا ہے؟ کئی علما جواز کا بھی فتویٰ دیتے ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ جب حکومت دیتی ہے تو ہم کیوں نہ لیں؟ بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ایسا کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں؟ میری اُلجھن دور فرما دیں؟

**جواب:** کسی جمع شدہ رقم پر متعین مقدار میں منافع حاصل کرنا ربا (سود) ہے، جسے اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں سودی لین دین کرنے والوں کے خلاف اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جنگ کا اعلان کیا گیا ہے۔ (البقرہ ۲: ۲۷۸-۲۷۹)، اور حدیث میں ہے کہ سودی کاروبار کرنے والوں اور اس میں معاونت کرنے والوں، دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے (مسلم: ۱۵۹۷، ۱۵۹۸)۔ اس لیے اصولی طور پر یہ بات طے شدہ ہے کہ سودی کاروبار اور اس میں ملوث افراد کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔

البتہ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سودخوری کا ارتکاب کر رہا ہو تو کیا اس سے سماجی تعلقات رکھے جاسکتے ہیں؟ اس کی تقریبات میں شریک ہوا جاسکتا ہے؟ اس کی دعوت قبول کی جاسکتی ہے؟ اور اگر وہ کوئی تحفہ دے تو اسے قبول کیا جاسکتا ہے؟

اس کا فیصلہ کرتے وقت دین کی مجموعی تعلیمات اور شرعی مصلحت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک طرف اہل خاندان اور سماج میں رہنے والے دیگر افراد سے تعلقات رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور ان سے قطع تعلقی سے روکا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوے سے ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے۔ آپؐ نے نہ صرف اپنے خاندان والوں، اور دیگر اہل ایمان سے خوش گوار تعلقات رکھے، بلکہ سماج کے دیگر غیر مسلم افراد اور غیر مسلم حکم رانوں سے بھی روابط رکھے، اور ان کے ساتھ تعلقات میں خوش گواری کے لیے انھیں ہدیے بھیجے اور ان کے ہدیے قبول کیے۔ دوسری طرف حرام مال اور حرام مشروبات سے احتراز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے فقہا نے یہ راے ظاہر کی ہے کہ اگر کسی شخص کی کل آمدنی یا اس کا زیادہ تر حصّہ سود پر مبنی ہو تو اس کی دعوت یا اس سے کوئی تحفہ قبول کرنا جائز نہیں، لیکن اگر ایسا نہ ہو اور اس کی زیادہ تر آمدنی حلال ذرائع سے ہو تو اس کی دعوت یا اس کا تحفہ قبول کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سیکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی (بھارت) نے فتاویٰ عالم گیری کے حوالے سے لکھا ہے: ''اگر معلوم ہو کہ دعوت سودی پیسے سے کی جارہی ہے تب تو دعوت میں شریک ہونا قطعاً جائز نہیں ہے اور اگر دعوت کا حلال پیسے سے ہونا معلوم ہو تو دعوت میں شرکت جائز ہے، اور اگر متعین طور پر اس کا علم نہ ہو تو پھر اس بات کا اعتبار ہوگا کہ اس کی آمدنی کا غالب ذریعہ کیا ہے؟ اگر غالب حصّہ حرام ہے تو دعوت میں شرکت درست نہیں اور غالب حصّہ حلال ہے تو دعوت میں شرکت جائز ہے''۔ (کتاب الفتاویٰ، زمزم پبلشرز، کراچی، ج ۶، ص ۲۰۱، بہ حوالہ الفتاویٰ الہندیۃ: ج ۵، ص ۳۴۳)

علما یہ بھی کہتے ہیں کہ جو لوگ سودی کاروبار اور لین دین میں ملوث ہوں ان کی دعوتوں میں شرکت کرنے سے سماج کے سربرآوردہ لوگوں اور خاص طور پر علما کو احتراز کرنا چاہیے، تاکہ ایسے

لوگوں کی حوصلہ شکنی ہو اور دوسروں تک درست پیغام جائے۔

بہر حال اس معاملے میں دینی مصلحت اور شرعی تقاضوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اس کے مطابق جو بات مناسب لگے اس پر عمل کرنا چاہیے۔(مولانا ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی)

## مطلقہ ماں کا حقِ حضانت (پرورش)

**سوال**: اخبار میں ایک استفسار کے جواب میں درج ہے: ''شرعاً والد کو یہ حق حاصل ہے، بلکہ اُس کے لیے ضروری ہے کہ اگر طلاق کی نوبت آئے تو اپنی ساری اولاد کو وہ اپنے پاس رکھے۔ والدہ کو اولاد رکھنے کا کوئی حق نہیں، مگر حدیث پاک میں آیا ہے کہ:

۱- ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے، میرا بطن اس کی جائے قرار تھی۔ میرے سینے سے اس نے دودھ پیا اور میری آغوش نے اِسے پالا ہے۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور چاہتا ہے کہ اسے مجھ سے چھین لے۔ آپؐ نے فرمایا: ''جب تک تو نکاح نہ کرے، تو اِس بچے کی زیادہ حق دار ہے''۔(مشکوٰۃ، بلوغ الصغیر وحضانتہ)

۲- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک لڑکے کو اختیار دیا کہ وہ چاہے تو باپ کے پاس رہے اور چاہے تو ماں کے پاس۔(ایضاً)

۳- ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: ''میرا خاوند چاہتا ہے کہ میرے بیٹے کو لے جائے، حالاں کہ وہ [بچہ] مجھے پانی لا دیتا ہے اور میرے کام آتا ہے۔ آپؐ نے اس لڑکے سے فرمایا: ''یہ تمھارا باپ ہے اور یہ تمھاری ماں ہے، جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو''۔ اُس نے ماں کا ہاتھ تھام لیا اور وہ اُسے لے کر چلی گئی۔(ایضاً)

۴- حضرت ابوہریرہؓ کے پاس ایک فارسی عورت آئی، جس کے ساتھ اُس کا بیٹا تھا، اور جس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی تھی۔ میاں بیوی نے حضرت ابوہریرہؓ کے سامنے اپنے مقدمے کو پیش کیا۔ عورت نے اپنی زبان میں کہا: میرا خاوند، میرے بیٹے کو لے جانا چاہتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: ''بچے کے بارے میں قرعہ ڈال لو''۔